

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن
حفظہ اللہ

حیاء النبى صلی اللہ علیہ وسلم

Hayat un Nabi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنۃ والجماعت:

حضور علیہ السلام وفات کے بعد اپنی قبر اطہر میں متعلق روح زندہ ہیں، روضہ اقدس پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ و سلام خود سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ و سلام آپ کی خدمت اقدس میں بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔

مذہب اہل بدعت:

1: مولوی شہاب الدین خالدی اہل السنۃ والجماعت اور اشاعت کے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی رو سے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح نکلنے کے بعد نہ تو وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے جسکی بناء پر یہ جسم دیکھتا ہو اور سنتا ہو اور سن کر جواب دیتا ہو۔ (عقائد علمائے اسلام ص 91)

2: سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا جسد عنصری کے ساتھ نہیں تھا بلکہ جسد مثالی کے ساتھ تھا۔ (اقامۃ البرہان ص 168)

3: عطاء اللہ بندیلوی صاحب لکھتے ہیں:

علماء میں سے دوسرا طبقہ ایسے "شرفاء" پر مشتمل ہے جو حق کو پہچانتے ہیں اور شرک و بدعات کی حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں لیکن اپنے ذاتی مفاد، چندوں کے لالچ، جھوٹے وقار اور خانقاہی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے زبانوں پر چپ کی مہر لگائے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے خطبوں اور بیانات میں کبھی توحید کی حقیقت اور شرک کی وضاحت نہیں فرمائی بلکہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتی اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل (بزرگ خود) دے کر الٹا شرک کے دھقان بنے ہوئے ہیں۔ (شرک کیا ہے ص 4)

اسی رسالہ میں بندیلوی صاحب نے حضور علیہ السلام کی حیات فی القبر کے عقیدہ کو شرک فی الحیاۃ قرار دیا ہے۔ (شرک کیا ہے ص 44)

خلاصہ کلام: منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام کے نزدیک ...

1: حضور علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک اجسام وفات کے بعد محفوظ تو ہیں مگر زندہ نہیں

2: ان حضرات کو ایک اور جسم دیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ عبادت وغیرہ کرتے ہیں حیات بھی اسی کو ملتی ہے

3: جسد عنصری کو زندہ ماننا سبب شرک بلکہ شرک فی الحیات ہے

دلائل اہل السنۃ والجماعت

قرآن مجید مع التفسیر

آیت نمبر 1:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ. (البقرہ آیت 154)

تفسیر نمبر 1:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م 1225ھ) فرماتے ہیں:

فذهب جماعة من العلماء إلى أن هذه الحيوة مختص بالشهداء والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حياة الأنبياء أقوى منهم وأشد ظهوراً آثارها في الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهداء.

(تفسیر مظہری ج: 1 ص: 152)

یعنی بعض علماء کے نزدیک اس آیت میں جس حیات کا ذکر ہے وہ صرف شهداء کو ملتی ہے۔ لیکن صحیح قول کے مطابق انبیاء کو حیات شهداء سے بھی بڑھ کر ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ شہید کی بیوی سے نکاح جائز ہے مگر نبی کی بیوی سے جائز نہیں۔

تفسیر نمبر 2:

شیخ عبدالحق حقانی دہلوی رحمہ اللہ (م 1336ھ) فرماتے ہیں:

کبھی پاک روحوں کا اثر جسم خاکی تک بھی پہنچتا ہے اور یہ جسم سڑتا، گلتا نہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور شہدائے عظام کے اجساد سے ظاہر ہوا ہے... لیکن اس حیات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام بھی شریک ہیں اور اس کے درجات متفاوت ہیں۔

(تفسیر حقانی: ج 1 ص 594)

تفسیر نمبر 3:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے مثل زواج احياء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ (بیان القرآن: ج 1 ص 97)

تفسیر نمبر 4:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع (م 1396ھ) فرماتے ہیں:

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اسلامی روایات کی رو سے ہر مرنے والے کو برزخ میں ایک خاص قسم کی حیات ملتی ہے جس سے وہ قبر کے عذاب یا ثواب کو محسوس کرتا ہے اس میں مؤمن و کافر یا صالح و فاسق میں کوئی تفریق نہیں لیکن اس حیات برزخی کے مختلف درجات ہیں ایک درجہ تو سب کو عام اور شامل ہے کچھ مخصوص درجے انبیاء علیہم السلام و صالحین کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں بھی باہمی تفاضل ہے... اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے حکیم الامت کی بیان القرآن والی تفسیر نقل فرمائی ہے کہ یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ (معارف القرآن: ج 1 ص 397)

آیت نمبر 2:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُونَ. (آل عمران آیت 169)

تفسیر نمبر 1:

امام تقی الدین علی بن عبد الکاظم سبکی (م 756ھ) فرماتے ہیں:

والكتاب العزيز يدل على ذلك أيضاً قال الله تعالى: "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ"

يُزَقُّونَ" (آل عمران 169) واذا ثبت ذلك في الشهيد؛ ثبت في حق النبي صلى الله عليه وسلم بوجوده: أحدها: ان هذه رتبة شريفة اعطيت للشهيد كرامة له، ولا رتبة اعلى من رتبة الانبياء، ولا شك ان حال الانبياء اعلى واكمل من حال جميع الشهداء، فيستحيل ان يحصل كمال للشهداء، ولا يحصل للانبياء، لا سيما هذا الكمال الذي يوجب زيادة القرب والرفق والنعيم، والانس بالعلی الاعلی۔

الثاني ان هذه الرتبة حصلت للشهداء اجرا على جهادهم، وبذلهم انفسهم لله تعالى، والنبي صلى الله عليه وسلم هو الذي سن لنا ذلك ودعانا اليه وهدانا له بأذن الله تعالى و توفيقه، وقد قال صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة، فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة، ومن سن سنة سيئة، فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة۔۔۔۔۔ الثالث: ان انبي صلى الله عليه وسلم شهيد، فانه صلى الله عليه وسلم لما سم بخيبر واكل من الشاة المسبومة، وكان ذلك سما قاتلا من ساعته، مات منه بشر ابن البراء رضى الله عنه، وبقي النبي صلى الله عليه وسلم وذلك معجزة في حقه؛ صار الم السم يتعاهده الى ان مات به صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي مات فيه "ما زالت اكلة خيبر تعاودني، حتى كان الان اوان قطعت ابهرى. (شفاء السقام في زيارة خير الانام صلى الله عليه وسلم ص: 403 و 406)

تفسير نمبر 2:

امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوى شافعى (م 902ھ) فرماتے ہیں:
ومن ادلة ذلك ايضا قوله تعالى " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ " فان الشهادة حاصلة له صلى الله عليه وسلم على اتم الوجوه لانه شهيد الشهداء، وقد صرح ابن عباس وابن مسعود وغيرهما رضى الله عنهم بأنه صلى الله عليه وسلم مات شهيدا. (القول البدیع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع ص: 173)

تفسير نمبر 3:

علامہ جلال الدین سیوطی (م 911ھ) فرماتے ہیں:
وقد قال تعالى في الشهداء " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ " والانبياء اولى بذلك فهم اجل واعظم، وما من نبي الا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة، فيدخلون في عموم لفظ الآية. (الحاوى للفتاوى: ص 556)

تفسير نمبر 4:

مشہور غیر مقلد عالم قاضی محمد بن علی شوکانی (م 1250ھ) لکھتے ہیں:
وورد النص في كتاب الله في حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين وقد ثبت في الحديث أن الأنبياء أحياء في قبورهم رواه المنذرى وصححه البيهقي وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال مررت بموسى ليلة أسرى بي عند الكتيب الأحمر وهو قائم يصلى في قبره. (نيل الاوطار ج: 3 ص: 263)

تفسير نمبر 5:

شیخ الدكتور احمد بن عطيه الغامدي (م 1434ھ) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حیاء الانبیاء" کے مقدمہ تحقیق میں لکھتے ہیں:
ما ثبت في القرآن الكريم من نص على حياة الشهداء في قوله تعالى " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ " والرسول اكمل من الشهداء بدون شك ولذلك كانوا احق بالحياة منهم.
(مقدمہ تحقیق علی حیات الانبیاء: ص: 35)

آیت نمبر 3:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا. (النساء: 64)

تفسیر:

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م 774ھ) اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں:

وقوله وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا يرشد تعالى العصاة والمذنبين إذا وقع منهم الخطأ والعصيان أن يأتوا إلى الرسول صلى الله عليه وسلم فيستغفروا الله عنده، ويسألوه أن يستغفر لهم فإنهم إذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم ولهذا قال لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا وقد ذكر جماعة منهم الشيخ أبو نصر بن الصباغ في كتابه "الشامل" الحكاية المشهورة عن العتبي قال كنت جالسا عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم فجاء أعرابي فقال السلام عليك يا رسول الله سمعت الله يقول وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا وقد جئتكَ مستغفرا لذنبي مستشفعا بك إلى ربّي ثم أنشأ يقول:

يا خير من دُفنت بالقاع أعظمه فطاب من طيبهن القاع والأكرم
نفسى الفداء لغير أنت ساكنه فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثم انصرف الأعرابي فغلبتني عيني فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في النوم فقال يا عتبي الحق الأعرابي فبشره أن الله قد غفر له.

(تفسير ابن کثیر ج 2 ص 348 الدر المنثور ج 2 ص 474 القول البدیع ص 167، 168، کتاب الايضاح فی مناسک الحج والعمرة نووی ص: 454، 455، حاشیہ علی شرح الايضاح ابن حجر المکی ص: 489، کتاب المناسک ملا علی قاری ص: 512)

واقعہ کی تحسین کرنے والے حضرات:

- 1: قال الامام المحدث ابو زكريا النووي (م 676هـ): ومن احسن ما يقول ما حكاها اصحابنا عن العتبي مستحسنين له. (كتاب الايضاح في مناسك الحج والعمرة للنووي: ص 454)
- 2: قال الامام تقي الدين علي بن عبد الكافي السبكي (م 756هـ): وحكاية العتبي في ذلك مشهورة وقد حكاها المصنفون في المناسك من جميع المذاهب والمؤرخون وكلهم استحسوها ورأوها من آداب الزائر وما ينبغي له. (شفاء القام ص 236، 235)
- 3: قال الامام علي بن احمد السهوي (م 911هـ): ومن أحسن ما يقول ما حكاها أصحابنا عن العتبي مستحسنين له. (خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفى ج 1 ص 56)

فائدہ نمبر 1:

حکیم الامت حضرت تھانوی (م 1362ھ) فرماتے ہیں:

مواہب میں بسند امام ابو المنصور صباغ، ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر المرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور آپ کے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوں آیا ہوں پہر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات 228 ہجری میں ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب ص 243، 242)

فائدہ نمبر 2:

یہ حکم آج بھی باقی ہے

1: وبالكتاب لقوله تعالى ولو إنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك الآية لحثه على المجيء إليه والاستغفار عنده واستغفاره للجائين وهذه رتبة لا تنقطع بموته... وقد فهم العلماء من الآية العيوم واستحبوا لمن أتى القبر أن يتلوها ويستغفر الله تعالى وأوردوا حكاية العتبي الآتية في كتبهم مستحسنين لها. (خلاصة الوفاء بالخبر دار المصطفى ج 1 ص 45)

2: والآية وان وردت في اقوام معينين في حالة الحياة فتعم بعموم العلة كل من وجد فيه ذلك الوصف في الحياة وبعد الموت ولذلك فهم العلماء من الآية العيوم في الحالتين واستحبوا لمن أتى الى قبره صلى الله عليه وسلم أن يتلوها هذه الآية ويستغفر الله تعالى. (شفاء القام ص 235)

3: قرآن مجید کی سورۃ نساء آیت 64 (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ) کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرنا جب ہی متصور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہوں۔ (آب حیات ص 52)

4: علامہ ظفر احمد عثمانی (م 1394ھ) فرماتے ہیں:

فثبت أن حكم الآية باق بعد وفاته صلى الله عليه وسلم فينبغي لمن ظلم نفسه أن يزور قبره ويستغفر الله عنده فيستغفر له الرسول. (اعلاء السنن ج 10 ص 498)

5: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع (م 1396ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے الفاظ سے ایک ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم سے ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اس کے لئے دعائی مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جو ان میں روضہ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی ”قد غفر لك“ یعنی مغفرت کر دی گئی۔ (معارف القرآن ج 2 ص 456-460)

فائدہ نمبر 3:

آیت سے حیات پر استدلال کرنے والے چند حضرات:

1: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (م 1297ھ) فرماتے ہیں:

سو ایک تو ان میں سے یہ آیت ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللہ تَوَّابًا رَحِيمًا کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرنا جب ہی متصور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہوں۔ (آب حیات ص 52)

2: شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی (م 1394ھ) فرماتے ہیں:

احتج القائلون بانها مندوبة بقوله تعالى وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ ووجه الاستدلال بها انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره بعد موته كما في حديث. (اعلاء السنن ج 10 ص 498)

3: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م 1402ھ) فرماتے ہیں:

واستدلوا على انها مندوبة بقوله تعالى وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ والنبی حی فی قبره بعد موته... واذا ثبت انه حی بعد وفاته فالجبئی الیه بعد وفاته کالجبئی الیه قبله. (اوجز المسالك ج 2 ص 339، 338)

آیت نمبر 4:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ. (الانفال 33)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع (م 1396ھ) فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ہونا قیامت تک باقی رہے گا کیونکہ آپ کی رسالت قیامت تک کے لیے ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی زندہ ہیں گو اس زندگی کی صورت سابق زندگی سے مختلف ہے اور یہ بحث لغو اور فضول ہے کہ ان دونوں زندگیوں میں فرق کیا ہے... خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ کی رسالت کا قیامت تک رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ قیامت تک دنیا میں ہیں اس لیے یہ امت قیامت تک عذاب سے مامون رہے گی۔ (معارف القرآن ج 4 ص 225)

آیت نمبر 5:

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا. (سورة الاحزاب آیت 53)

تفسیر نمبر 1:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م 1225ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وجاز ان يكون ذلك لاجل ان النبي صلى الله عليه وسلم حي في قبره ولذلك لم يورث ولم يتيم أزواجه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً أبلغته رواه البيهقي في شعب الایمان. (تفسیر مظہری ج 7 ص 373)

تفسیر نمبر 2:

حکیم الامت حضرت تھانوی (م 1362ھ) فرماتے ہیں:

(نبی علیہ السلام کی حیات) حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں دیکھئے زندہ کی بیوی سے نکاح جائز نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج 5 ص 33)

آیت نمبر 6:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ. (سورة الحجرات آیت 2)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا محمد مالک کاندھلوی (م 1409ھ) فرماتے ہیں:

احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو شخصوں کی آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف ہیں تو فرمایا اگر یہاں مدینے کے باشندے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (افسوس کی بات ہے) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حدیث سے علماء امت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ کی حیات مبارکہ میں تھا اسی طرح کا احترام و توقیر اب بھی لازم ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں جی (زندہ) ہیں۔

(معارف القرآن تكملة ج: 7 ص: 487)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور احادیث مبارکہ

حدیث نمبر 1:

روی الامام الحافظ ابو يعلى الموصلى حدثنا أبو الجهم الأزرق بن علي حدثنا يحيى بن أبي بكير حدثنا المستلم بن سعيد عن الحجاج عن ثابت البناني : عن أنس بن مالك : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون)

(مسند ابی یعلیٰ ج: 6 ص: 147، رقم الحدیث 3425، تاریخ أصبهان ج: 2 ص: 44، مجمع الزوائد ج: 8 ص: 386، فیض القدير ج: 3 ص: 239، حاشیہ ابن حجر مکی ص: 481 حیات الانبیاء بھیتی ص: 70-72-74، شفاء السقام ص: 391)

مصححین و مستدللین:

- 1: امام ابو بکر البیہقی (م 458ھ) نے یہ روایت کئی طرق سے سے نقل کر کے استدلال کیا ہے۔ (حیات الانبیاء)
- 2: امام تقی الدین علی بن عبد الکافی بن علی السبکی الشافعی (م 756ھ) نے مختلف اسانید و طرق کے ساتھ یہ روایت نقل کر کے اس سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کیا اور آخر میں روایت کی توثیق بھی بیان کی ہے۔ (شفاء السقام ص: 391، 392)
- 3: امام ابوالحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان المعروف نور الدین بیہقی (م 807ھ) فرماتے ہیں:

رواه أبو يعلى والبزار ورجال أبو يعلى ثقات. (مجمع الزوائد ج: 8 ص: 386)

- 4: امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری (م 840ھ) اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے باب باندھتے ہیں:

باب الأنبياء أحياء في قبورهم. (إتحاف الخيرة المهرة ج: 7 ص: 145 کتاب علامات النبوة رقم الباب 68)

- 5: مشہور محدث و ناقد امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی شافعی (م 852ھ) فرماتے ہیں:

وقد جمع البيهقي كتاباً لطيفاً في حياة الأنبياء في قبورهم وأورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون أخرجه من طريق يحيى بن أبي كثير وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد وقد وثقه أحمد وبن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبي زياد البصري وقد وثقه أحمد وبن معين عن ثابت عنه وأخرجه أيضاً أبو يعلى في مسنده من هذا الوجه.

(فتح الباری ج: 6 ص: 594-595)

- 6: مدینہ منورہ کے مؤرخ و مفتی امام ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن احمد الحسنی الشافعی المعروف امام سمہودی (م 911ھ) فرماتے ہیں:

ولأبن عدی فی کاملہ وأبی بعلی برجال ثقات عن أنس رضي الله عنه مرفوعاً الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون وصححه

البیہقی. (خلاصۃ الوفاء ج 1 ص 43)

- 7: امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (م 911ھ) نے اس حدیث کو مختلف کتب سے نقل کر کے حضرات محدثین کی توثیق بیان کر کے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (جامع الاحادیث ج 1 ص 43 رقم الحدیث 10213)
- 8: سلطان المحدثین ملا علی القاری الحنفی (م 1014ھ) فرماتے ہیں:
وصح خبر الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (مرقات ج 3 ص 415)
- 9: علامہ محمد عبد الرؤوف المناوی (م 1031ھ) فرماتے ہیں:
عن أنس بن مالك، وهو حديث صحيح. (فيض القدير ج 3 ص 239)
- 10: علامہ علی بن احمد بن نور الدین عزیزی (م 1070ھ) لکھتے ہیں:
وهو حديث صحيح. (السراج المنير ج 2 ص 134 بحوالہ تسکین الصدور ص 213)
- 11: امام محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقانی (م 1122ھ) فرماتے ہیں:
وجمع البيهقي كتاباً لطيفاً في حياة الأنبياء وروى فيه بإسناد صحيح عن أنس مرفوعاً الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (شرح زرقانی ج 4 ص 357)
- 12: مشہور غیر مقلد عالم محمد بن علی المعروف قاضی شوکانی (م 1250ھ) لکھتے ہیں:
وقد ثبت في الحديث: (أن الأنبياء أحياء في قبورهم) رواه المنذري وصححه البيهقي. (نيل الاوطار ج 3 ص 263)
وقال أيضاً: لأنه صلى الله عليه وسلم حي في قبره وروحه لا تفارقه لما صح أن الأنبياء أحياء في قبورهم.
(تحفة الذاكرين للشوکانی: ج 1 ص 42)
- 13: خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری (م 1352ھ) فرماتے ہیں:
وفي البيهقي عن انس وصححه ووافقه الحافظ في المجلد السادس ان الانبياء احياء في قبورهم يصلون.
(فيض الباري ج 2 ص 64)
- 14: اس کے بعد حضرت نے اس حدیث سے عقیدہ حیات پر استدلال کیا ہے
عظیم مفسر و محدث علامہ شبیر احمد عثمانی (م 1369ھ) فرماتے ہیں:
وقد جمع البيهقي كتاباً لطيفاً في حياة الأنبياء في قبورهم أورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون
أخرجه من طريق يحيى بن أبي كثير وهو من رجال الصحيح (الخ)
(فتح الملہم ج 2 ص 388 مکتبہ دارالعلوم کراچی، ج 1 ص 329 مکتبہ رشیدیہ کراچی باب الاسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
اس کے بعد حضرت نے تمام روایات کی توثیق نقل کر کے اس سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال کیا ہے۔
- 15: استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری (م 1390ھ) اور دیگر مفتیان خیر المدارس ملتان کے فتاویٰ پر مشتمل خیر الفتاویٰ کے نام سے کتاب شائع ہوئی اس میں دارالعلوم دیوبند کے حوالہ سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پر تفصیلی فتویٰ موجود ہے جس میں دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ اس حدیث مبارک سے بھی اس عقیدہ پر استدلال کیا گیا ہے اور مختلف اہل علم سے اس حدیث کی صحت نقل کر کے آخر میں لکھا کہ: امام ابو یعلیٰ کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبوت ہیں اور جمہور محدثین کرام اس کی تصحیح کرتے ہیں کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصول حدیث میں اس سے زیادہ قوی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے سب راوی ثقہ ہوں اور جمہور محدثین اس کی تصحیح پر متفق ہوں۔ (خیر الفتاویٰ ج 1 ص 98)

- 16: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانی (م 1394ھ) اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: رواہ ابویعلیٰ برجال ثقات. (اعلاء السنن ج 10 ص 505)
- 17: شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی (م 1402ھ) فرماتے ہیں:
- اور یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں صحیح ہے۔ (فضائل درود شریف 67)
- 18: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر (م 1430ھ) نے مختلف اہل علم سے اس حدیث کی صحت نقل کر کے استدلال کیا ہے۔ (تسکین الصدور ص 212)
- 19: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیر نگرانی شائع ہونے والے فتاویٰ حقانیہ میں اس حدیث سے عقیدہ حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج 1 ص 158)
- 20: ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے بھی اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔ (حاشیہ مسند ابی یعلیٰ ج 3 ص 379)
- اعتراض نمبر 1:**

حجاج بن الأسود عن ثابت البنانی نكرة ما روى عنه فيما أعلم سوى مستلم بن سعيد فأتى بخبر منكر عنه عن أنس في أن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون رواه البيهقي. (ميزان الاعتدال ج 2 ص 199، 200)

اس اعتراض کی تین شقیں ہیں:

1: حجاج مجہول ہے۔ 2: مستلم بن سعید کے علاوہ کسی اور نے روایت بیان نہیں کی۔ 3: ان دونوں کا نتیجہ کہ روایت منکر ہے۔

جواب:

نمبر 1: حافظ ابن حجر عسقلانی (م 852ھ) نے علامہ شمس الدین ذہبی (م 748ھ) کی اس جرح کا جواب دیا ہے کہ حجاج کی توثیق ائمہ سے منقول ہے اور ان کے شاگرد بھی کئی ہیں فرماتے ہیں:

روى عن ثابت وجابر بن زيد وأبي نضرة وجماعة وعنه جرير بن حازم وحامد بن سلمة وروح بن عباد وآخرون قال أحمد ثقة ورجل صالح وقال أبو حاتم صالح الحديث وذكره ابن حبان في الثقات فقال حجاج بن أبي زياد الأسود من أهل البصرة كان ينزل القسامل روى عن أبي نضرة وجابر بن زيد روى عنه عيسى بن يونس وجرير بن حازم. (لسان الميزان ج 2 ص 175)

جب توثیق اور شاگرد مل گئے تو تیسری شق روایت منکر ہے والی خود بخود ختم ہو گئی۔

نمبر 2: نیز امام ذہبی سے بھی حجاج کی توثیق منقول ہے: قال الذهبي حجاج ثقة. (تلخیص علی المستدرک ج 4 ص 472)

نمبر 3: امام ذہبی کا عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں کیا ہے؟ ملاحظہ کیجیے۔ آپ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

والنبي صلى الله عليه وسلم فمفارق لسائر أمته في ذلك، فلا يبلى، ولا تأكل الارض جسده، ولا يتغير ريحه، بل هو الآن، وما زال أطيب ريحا من المسك، وهو حي في لحد حياة مثله في البرزخ، التي هي أكمل من حياة سائر النبيين، وحياتهم بلا ريب أتم وأشرف من حياة الشهداء الذين هم بنص الكتاب (أحياء عند ربهم يرزقون) [آل عمران: 169]

(سير اعلام النبلاء: تحت ترجمة الامام وكيع بن الجراح)

اعتراض نمبر 2:

الأزرق بن علي الحنفی أبو الجهم صدوق يغرب. (تقریب التہذیب: رقم الترجمة 301)

جواب:

ان الغرابة لا تنافي الصحة ويجوز ان يكون الحديث صحيحاً غريباً. (مقدمة المشكوة للشيخ عبدالحق: ص 6)
نیز ابوالجہم کا متابع عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی کبیر موجود ہے۔ (تاریخ اصبحان ج 2 ص 44)

اعترض نمبر 3:

یہ حدیث قرآن کی آیت ”واعبد ربك حتى ياتيك اليقين“ کے خلاف ہے، لہذا حجت نہیں۔

جواب:

عبادت کی دو قسمیں ہیں:

1: عبادت تکلفی جو دنیا میں ہوتی ہے

2: عبادت تلذذی جو صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ یہ قبر اور آخرت میں بھی ہوگی

قرآن میں تکلفی کا حکم ہے اور حدیث میں تلذذی کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ علامہ بدر الدین عینی حنفی (م 855ھ) فرماتے ہیں:

فإن قلت ما الداعي إلى عبادتهم بعد الموت وموضع العبادة دار الدنيا، قلت حبيت إليهم العبادة فهم متعبدون بما
يجدون من دواعي أنفسهم لا بما يلزمون به.

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری: باب التلبیة اذا انحدرت فی الوادی)

اعترض نمبر 4:

مسند ابی یعلیٰ طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے جس کے بارے میں مولانا سرفراز خان صفدر کا فیصلہ ہے کہ اس طبقہ کی کتب کی احادیث عقیدہ اور

عمل میں حجت نہیں۔

جواب:

امام اہل السنۃ رحمہ اللہ کی مکمل عبارت کو اگر دیکھا جائے تو یہ اشکال جڑ سے ہی ختم ہو جاتا ہے حضرت کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

1: ایک جگہ اہل بدعت کی تردید میں فرماتے ہیں: یہ روایتیں کتب حدیث کے اس طبقہ کی ہیں جن میں مجربا سند اور صحیح احادیث کے جن پر امت کا تعامل ہے اکثر احادیث کو محدثین ہرگز قبول نہیں کرتے نہ عقیدہ میں اور نہ عمل میں۔ (راہ سنت ص 173)

2: دوسری جگہ اس طبقہ کی کتب کی تردید کر کے فرماتے ہیں "ہاں اگر اصول حدیث کے رو سے اس طبقہ کی کوئی حدیث سنداً صحیح ثابت ہو تو اس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ (گلدستہ توحید ص 144)

3: تیسری جگہ بھی تردید کر کے فرماتے ہیں: ”نوٹ: اگر ان مذکورہ کتب میں کوئی ایسی روایت ہو جو سنداً صحیح ہو اور قرآن کریم اور صحیح احادیث سے متعارض نہ ہو اور علی الخصوص جب کہ اکثر امت اور جمہور اہل اسلام کا اس پر تعامل بھی ہو تو اس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے اور نہ یہ بات محل نزاع ہے اس لیے خلط بحث کا شکار نہ ہوں اور نہ جاہل متعصب معترضین کی طرف توجہ کریں۔ (دل کا سرور ص 175)

حدیث نمبر 2:

حدثنا هدا بن خالد وشيبان بن فروخ قالوا حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني وسليمان التيمي عن أنس بن مالك

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت وفي رواية هدا بن سلمة عن أبي موسى ليلة أسرى بي عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلي في قبره. (صحیح مسلم ج 2 ص 268، باب من فضائل موسى)

حدیث نمبر 3:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا الْبُقَيْرِيُّ حَدَّثَنَا حَبِيبُ عَنْ أَبِي صَخْرِ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَى رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

(سنن ابی داؤد ج: 1 ص: 286، السنن الکبریٰ باب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسند احمد رقم 10815، مسند اسحاق بن راہویہ رقم 526،

مصححین و مستدللین:

1: امام نووی (م 676ھ) فرماتے ہیں:

وروینا فیہ ایضاً یاسناد صحیح عن أبي هريرة أيضاً، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " ما من أحد يسلم على إلا رد الله على رُوحِي حتى أُرَدَّ عليه السلام. (كتاب الاذکار ص: 152)

2: حافظ ابن تیمیہ (م 728ھ) نے مختلف مقامات پر اس حدیث کو نقل کر کے اس کی صحت بیان کی اور بعض مقامات پر استدلال بھی کیا ہے مثلاً:

والأحاديث عنه بأن صلاتنا وسلامنا تعرض عليه كثيرة مثل ما روى أبو داود في سننه من حديث أبي صخر حميد بن زياد عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من أحد يسلم على إلا رد الله على رُوحِي حتى أُرَدَّ عليه السلام صلى الله عليه وسلم وهذا الحديث على شرط مسلم.

(اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة اصحاب الجحيم: ص 324)

ایک جگہ یہی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: وَهُوَ حَدِيثٌ جَيِّدٌ. (الفتاویٰ الکبریٰ ج 2 ص 427)

وَقَدْ اخْتَرَجَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ مِنْ حَدِيثِ حَبِيبَةَ بْنِ شَرِيحٍ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَى رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ). (مجموع الفتاوى ج 1 ص 233)

3: تقی الدین علی بن عبد الکافی ابن علی السبکی (م 756ھ). (شفاء السقام ص: 161)

4: امام ابن کثیر (م 774ھ): وصححه النووي في الأذکار. (تفسير ابن کثیر تحت الآیه إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الْآیَةِ)

5: حافظ ابن حجر عسقلانی (م 852ھ) فرماتے ہیں:

ما من أحد يسلم على إلا رد الله على رُوحِي حتى أُرَدَّ عليه السلام ورواته ثقات. (فتح الباری ج: 6 ص: 596)

6: علامہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی رحمہ اللہ (م 902ھ). (القول البدیع ص: 161)

7: امام علی بن احمد السہودی (م 911ھ): ولأبي داود بسند صحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً ما من أحد يسلم على إلا رد الله على رُوحِي حتى أُرَدَّ عليه السلام. (خلاصة الوفاء ج 1 ص 42)

8: علامہ علی بن احمد بن نور عزیزی (م 1070ھ): اسنادہ حسن. (السراج المنير ج 3 ص 297، بحوالہ تسکین الصدور ص 295)

9: علامہ عبد الرؤف مناوی (م 1031ھ): (ما من أحد يسلم على إلا رد الله على) ----- (روحی) یعنی رد علی نطقی لانه حی علی الدوام و روحه لا تفارقه أبداً لما صح أن الأنبياء أحياء في قبورهم (حتى أرد) غاية لرد في معنى التعليل أى من أجل أن أرد (عليه السلام) هذا ظاهر في استمرار حياته لاستحالة أن يخلو الوجود كله من أحد يسلم عليه عادة. (فيض القدير ج 5 ص 596)

وقال ايضاً: واسنادہ صحيح. (التيسير بشرح الجامع الصغير ج 2 ص 690)

10: علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (م 1122ھ): ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحى حتى أورد عليه السلام أخرجه أبو داود ورجاله ثقات. (شرح زرقانی ج 4 ص 357)

11: شمس الحق عظیم آبادی (م 1329ھ): ما من أحد يسلم على إلا أورد عليه السلام لأنى حتى أقدر على رد السلام. (عون المعبود: ج 6 ص 19)

12: ناصر الدین الباقی صاحب غیر مقلد (م 1420ھ): حسن. (سنن ابی داؤد: باب زیارة القُبُور)

رد روح کا مطلب:

1: قال الامام البيهقي (م 458هـ): قَالَ: "مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَى رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ"، وَمَعْنَاهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ، "إِلَّا وَقَدَّرَ اللَّهُ عَلَى رُوحِي فَأُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ". (شعب الایمان رقم 4161)

2: قال الحافظ ابن حجر عسقلانی (م 8748هـ): ووجه الإشكال فيه أن ظاهرة أن عود الروح إلى الجسد يقتضى انفصالها عنه وهو الموت وقد أجاب العلماء عن ذلك بأجوبة... الرابع المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطاباً بما نفهه الخامس أنه يستغرق في أمور الهلا الأعلیٰ فإذا سلم عليه رجع إليه فهذه ليجيب من سلم عليه. (فتح الباری ج 6 ص 488)

3: قال الامام زين الدين عبد الرؤوف المناوي (م 1031هـ): ما من أحد يسلم على الا رد الله على روحى (أى رد على نطقى لانه حى دائماً وروحه لا تفارقه لان الانبياء أحياء فى قبورهم (حتى أورد) غاية لرد فى معنى التعليل أى من أجل أن أورد (عليه السلام) ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان.

(التيسير بشرح الجامع الصغير ج 2 ص 690)

4: حكيم الامت حضرت مولانا اشرف على تھانوی (م 1362ھ) فرماتے ہیں:

اس حیات میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول و حیات کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاق ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اس کو رد روح سے تعبیر فرمادیا۔ (نشر الطیب: ص 200)

اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزام کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو پھر خصوصاً روح مبارک بہت وسعت ہوتی ہے۔ (نشر الطیب: ص 200)

5: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی (م 1377ھ) فرماتے ہیں:

(الف): ابو داؤد کی روایت میں ”رَدَّ اللَّهُ عَلَى رُوحِي“ فرمایا گیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَى رُوحِي حَتَّى أَسَلِّمَ عَلَيْهِ“ اور کہا ”اَلْإِلَى“ اور ”عَلَى“ کے فرق سے آپ نے ذہول فرمایا، ”عَلَى“ استعلاء کے لئے ہے اور ”إِلَى“ نہایت طرف کے لئے ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ و سلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا، نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہو گئی تھی اور اب اس کو جسم اطہر کی طرف لوٹا گیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب و معرفت میں ہر وقت ترقی پزیر ہیں اس لئے توجہ الی اللہ کا انہماک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چونکہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنایا گیا ہے اس لئے بارگاہ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطاء فرمائی گئی ہے کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اس استغراق سے منقطع کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے متوجہ ہو کر دعا فرماتے ہیں۔

(ب): اگر بالفرض وہی معنی لیے جائیں جو آپ سمجھے ہیں اور ”عَلَى“ اور ”إِلَى“ میں کوئی فرق نہ کیا جائے تب بھی یہ روایت دوام

حیات پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اندرون نماز اور بیرون نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو، اس لئے دوام حیات لازم آئے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اول ص 248 تا 252)

حدیث نمبر 4:

أخبرنا عبد الوهاب بن عبد الحكم الوراق قال حدثنا معاذ بن معاذ عن سفيان بن سعيد ح وأخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع وعبد الرزاق عن سفيان عن عبد الله بن السائب عن زاذان عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام.

(سنن نسائي باب السلام على النبي صلى الله عليه وسلم، صحيح ابن حبان رقم 914 ذكر البيان بأن سلام المسلم على المصطفى صلى الله عليه وسلم يبلغ إياه ذلك في قبره، مسند احمد رقم 10529، سنن دارمي 2774 باب في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، مسند ابی یعلیٰ رقم 5213،)

مصححین:

- 1: امام ابو عبد اللہ الحاکم (م 405ھ) (المستدرک ج: 3 ص: 197)
- 2: علامہ محمد بن احمد بن عبد البہادی الحنبلی (م 744ھ) (الصارم المکتبی ص: 192)
- 3: امام شمس الدین الذہبی (م 748ھ) (تلخیص علی المستدرک ج: 3 ص: 197)
- 4: امام نور الدین الہیثمی (م 807ھ) (مجمع الزوائد ج: 8 ص: 595)
- 5: امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (م 902ھ) (القول البدیع ص: 159)
- 6: امام علی بن احمد السہودی (م 911ھ) (وللبزازی جال الصحیح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً أن الله تعالى ملائكة سباحين يبلغوني عن أمتي. (خلاصة الوفاء ج 1 ص 43)
- 7: ناصر الدین الالبانی (م 1420ھ): صحیح. (سنن النسائي: باب السلام على النبي صلى الله عليه وسلم)
- 8: قال شعيب الأرناؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم. (صحيح ابن حبان رقم 914 ذكر البيان بأن سلام المسلم على المصطفى صلى الله عليه وسلم يبلغ الخ)
- 9: قال حسين سليم أسد: إسناده صحيح. (سنن دارمي 2774 باب في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

حدیث نمبر 5:

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أُوَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قَبْضُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصُّعْقَةُ فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعَرَّضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرْمَتْ يَقُولُونَ بِلَيْتٍ. فَقَالَ «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

(سنن ابی داؤد ج: 1 ص: 157، باب تفریع أبواب الجمعة)

مصححین و مستدللین:

- 1: امام ابو عبد اللہ الحاکم (م 405ھ) (المستدرک ج: 1 ص: 569، رقم الحدیث 1068)
- 2: حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن عربی (543): حدیث حسن. (التذکرۃ ج: 1 ص: 204)
- 3: حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی (م 600ھ) (القول البدیع ص: 167)

- 4: حافظ ابو محمد عبد العظيم بن عبد القوي منذري (م 656هـ) (القول البدليج ص: 163)
- 5: امام نووي (م 676هـ). (كتاب الاذكار ص: 150، رقم الحديث 345)
- 6: امام شمس الدين الذهبي (م 748هـ) (تخفيض على المستدرک ج: 1 ص: 568)
- 7: حافظ ابن القيم (م 751هـ): ومن تأمل هذا الإسناد لم يشك في صحته لشدة رواته وشهرتهم وقبول الأئمة أحاديثهم.
- (جلاء الافهام ج 1 ص 80)
- 8: حافظ ابن كثير دمشقي (م 774هـ): وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني، والنووي في الأذكار.
- (تفسير ابن كثير تحت الآية إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ الرُّوحُ)
- 9: حافظ ابن حجر عسقلاني (م 852هـ): وصححه ابن خزيمة وغيره. (فتح الباري ج: 6 ص: 595)
- 8: علامه بدر الدين العيني (م 855هـ): الموت ليس بعدم إنما هو انتقال من دار إلى دار فإذا كان هذا للشهداء كان الأنبياء بذلك أحق وأولى مع أنه صح عنه أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء عليهم الصلاة والسلام.
- (عمدة القاري: باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهودي)
- 10: ملا علي القاري (م 1014هـ): فالأنبياء في قبورهم أحياء. (مرقات ج 5 ص 32)

حديث نمبر 6:

حدثنا عمرو بن سواد المصري حدثنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا الصلاة على يوم الجمعة. فإنه مشهود تشهد الملائكة. وإن أحدا لن يصلي على إلا عرضت على صلاته حتى يفرغ منها قال قلت وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. فنبى الله حي يرزق. (سنن ابن ماجه ص: 118 باب ذكر وفاته صلى الله عليه وسلم، تحريرات حديث ص 331 مصححين:

- 1: قال الحافظ عبد العظيم المندري (م 656هـ): اسنادة جيد. (ترجمان السنة: ج 3 ص 297)
- 2: قال ابو البقاء محمد بن موسى بن عيسى الدميري (م 808هـ): رجاله ثقات. (فيض القدير: ج 2 ص 111)
- 3: حافظ ابن حجر عسقلاني (م 852هـ): رجاله ثقات. (تهذيب التهذيب ج: 2 ص: 537، تحت الترجمة زيد بن أيمن)
- 4: امام علي بن احمد السهوي (م 911هـ): ولا بن ماجه بإسناد جيد عن أبي الدرداء رضى الله عنه مرفوعاً أكثروا الصلاة على يوم الجمعة. (خلاصة الوفاء ج 1 ص 43)
- 5: ملا علي قاري (م 1014هـ). (مرقاة ج: 3 ص: 415)
- 6: قاضي محمد بن علي شوكانى (م 1250هـ): وقد أخرج ابن ماجه بإسناد جيد. (نيل الاوطار ج: 3 ص: 263)
- 7: شمس الحق عظيم آبادى غير مقلد (م 1329هـ): وقد أخرج ابن ماجه بإسناد جيد أنه صلى الله عليه وسلم قال (لأبي الدرداء إن الله عز وجل حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء). (عون المعبود ج 3 ص 261)

حديث نمبر 7:

وقال أبو الشيخ في كتاب الصلاة على النبي حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو

معاوية حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على من بعيد أعلمته.

(جلاء الأفهام ص 54 مشكوة باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، تحريرات حديث ص 330)

مصححين ومستدلين:

1: قال الحافظ ابن حجر عسقلاني (م 852 هـ): وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً بلغته. (فتح الباري ج 6 ص 488)

2: قال الامام محمد بن عبد الرحمن السخاوي (م 902 هـ): قال ابن القيم انه غريب قلت وسنده جيد. (القول البدیع ص 160)

3: قال الامام ابو الحسن علي بن محمد العراقي (م 963 هـ): وسنده جيد كما نقله السخاوي عن شيخه الحافظ ابن حجر. (تنزيه الشريعة: ج 1 ص 381)

4: قال الملا علي القاري (م 1014 هـ): ورواه أبو الشيخ وابن حبان في كتاب ثواب الأعمال بسند جيد. (مرقاة شرح مشكوة ج 4 ص 21)

5: قال الامام عبد الرؤف المناوي (م 1031 هـ): من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً أي بعيداً عني (أبلغته) أي أخبرته به من أحد من الملائكة وذلك لأن روحه تعلقاً بمقر بدنه الشريف وحرام على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. (فيض القدير ج 6 ص 220)

6: قال القاضي ثناء الله (م 1225 هـ): قلت وجاز ان يكون ذلك لاجل ان النبي صلى الله عليه وسلم حي في قبره ولذلك لم يورث ولم يتتم أزواجه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً أبلغته رواه البيهقي في شعب الایمان. (التفسير المظهر: ج 7 ص 373)

7: قال العلامة شبير احمد العثماني (م 1369 هـ): وأخرجه ابو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد. (فتح الملهم ج 1 ص 330)

حديث نمبر 8:

حدثنا أحمد بن عيسى حدثنا ابن وهب عن أبي صخر أن سعيداً البقري أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: والذي نفس أبي القاسم بيده لينزلن عيسى بن مريم إماماً مقسطاً وحكماً عدلاً فليكرن الصليب وليقتلن الخنزير وليصلحن ذات البين وليذهبن الشحناء وليعرضن عليه المال فلا يقبله ثم لأن قام على قبري فقال: يا محمد لأجيبنه.

(مسند أبي يعلى ص: 1149 رقم الحديث 6577، المطالب العالي باب علامات الساعة)

ولياتين قبري حتى يسلم علي ولأردن عليه.

(المستدرک ج 3 ص 490 رقم 4218)

مصححين:

1: امام ابو عبد الله الحاكم (م 405 هـ): هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. (المستدرک رقم 4218)

2: علامہ نور الدین بیہقی (م 807ھ): رواہ أبو یعلیٰ ورجاله رجال الصصحیح. (مجمع الزوائد: ج 8 ص 387 رقم الحدیث 13813)

3: حسین سلیم اسد: إسنادہ صحیح. (مسند ابی یعلیٰ: ص 1149 رقم الحدیث 6577)

احادیث حیاۃ الانبیاء متواتر ہیں:

1: امام سیوطی فرماتے ہیں:

فاقول حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ هو وسائر الانبیاء معلومة عندنا قطعاً لہا قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الاخبار. ((الحاوی للفتاویٰ ص: 554))

2: وَسُئِلَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَدِيثِ أَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيِّ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ عَلَى رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ

عليه السلام ما الجواب عنه مع الإجماع على حياۃ الأنبياء كما تواترت به الأخبار. (الفتاوى الكبرى: ج 2 ص 135)

3: ”نظم المتناثر في الحديث المتواتر“ میں بھی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کی احادیث کو متواتر کہا گیا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مسئلے کی احادیث کو تواتر کا درجہ حاصل ہو جائے تو اس کی سند پر بحث کرنا جائز نہیں۔

♣ والمتواتر لا يُبحث عن رجاله أي عن صفاتهم بل يجب العمل به من غير بحث. (شرح نخبة الفكر لعلی القاری ج 1 ص 186)

♣ ولذلك يجب العمل به من غير بحث عن رجاله. (تدريب الراوی ج 2 ص 176)

♣ المتواتر فإنه صحيح قطعاً ولا يشترط فيه مجموع هذه الشروط (تدريب الراوی ج 1 ص 68)

♣ ومن شأنه أن لا يشترط عدالة رجاله بخلاف غيره. (فتاوى الاثر لابن الجنبلي ج 1 ص 46)

♣ لأن المتواتر لا يُسأل عن أحوال رجاله. (شرح نخبة الفكر لعلی القاری ج 1 ص 161)

♣ ومن شأنه ان لا يشترط عدالة رجاله بخلاف غيره. (قواعد في علوم الحديث ص: 32)

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

اثر نمبر 1: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا. (صحیح بخاری ج 1 ص 517)

مستدللین:

♣ قوله لا يذيقك الله الموتين بضم الياء من الإذاقة وأراد بالموتين الموت في الدنيا والموت في القبر وهما الموتان المعروفتان المشهورتان فلذلك ذكرهما بالتعريف وهما الموتان الواقعتان لكل أحد غير الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فإنهم لا يموتون في قبورهم بل هم أحياء وأما سائر الخلق فإنهم يموتون في القبور ثم يحيون يوم القيامة ومذهب أهل السنة والجماعة أن في القبر حياة وموتاً فلا بد من ذوق الموتين لكل أحد غير الأنبياء وقد تمسك بقوله لا يذيقك الله الموتين من أنكر الحياة في القبر وهم المعتزلة ومن نحاهم.

(عمدة القاری ج: 11 ص: 403 کتاب فضائل الصحابة)

♣ واحسن من هذا الجواب ان يقال ان حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لا يعقبها موت بل يستمر حياً والأنبياء

أحياء في قبورهم ولعل هذا هو الحكمة في تعريف الموتين حيث قال لا يذيقك الله الموتين المعروفتين المشهورتين

الواقعتين لكل أحد غير الأنبياء. (فتح الباری ج 7 ص 29)

❖ والا حسن ان يقال ان حياته صلى الله عليه وسلم لا يتعقبها موت بل يستمر حياً والانباء احياء في قبورهم.

(حاشیہ بخاری ج: 1 ص: 517)

❖ قال الكرمانی : ويحتمل ان يراد ان حياتك في القبر لا يعقبها موت فلا تذوق مشقة الموت مرتين بخلاف سائر

الضلق فانهم يموتون في القبر ثم يحيون يوم القيامة.

• الكنز المتواری ج: 14 ص: 162

اثر نمبر 2: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

عَنْ الشَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَخَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَذْهَبَ فَأَتَيْتِي بِهِمَا فَنَحْنُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمْ أَوْ مِنْ أَتَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری ج: 1 ص: 67 باب رفع الصوت في المساجد)

❖ أنه عليه السلام في قبره حي وقال تعالى لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي الحجرات

(مرقاۃ المفاتیح باب المساجد ومواضع الصلاة)

اثر نمبر 3، 4: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُونِ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ نَوْبِي فَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُونَ عُمَرُ مَعَهُمْ قَوْلَ اللَّهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. (مسند احمد رقم 25660)

وقد كانت عائشة رضي الله عنه تسبح الود أو المسمار يضرب في بعض الدور المطيفة بالمسجد وترسل إليهم لا تؤذوا

رسول الله صلى الله عليه وسلم. (خلاصة الوفاء ج: 1 ص: 166)

اثر نمبر 5: حضرت بلال بن الحارث المزني رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ لَأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلُ فِي الْبَنَاءِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّتِ عُمَرَ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّكُمْ مُسْتَسْقُونَ قُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا نَجَزْتَ عَنْهُ. (مصنف ابن أبي شيبة: باب ما ذكر في فضل عمر بن الخطاب رضي الله عنه)

اجماع امت اور عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام

1: قال أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الأَجَرِيُّ البَغْدَادِيُّ (م: 360هـ):

وقد روى عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه لما حضرته الوفاة، قال لهم: إذا مت وفرغتم من جهازي فأحملوني حتى

تقفوا بباب البيت الذي فيه قبر النبي صلى الله عليه وسلم، فقفوا بالباب وقولوا: السلام عليك يا رسول الله، هذا أبو بكر

يستأذن فإن أذن لكم وفتح الباب، وكان الباب مغلقاً، فأدخلوني فادفنوني، وإن لم يؤذن لكم فأخرجوني إلى البقيع وادفنوني.

ففعّلوا فلما وقفوا بالباب وقالوا هذا: سقط القفل وانفتح الباب، وسمع هاتف من داخل البيت: أدخلوا الحبيب إلى الحبيب

فإن الحبيب إلى الحبيب مشتاق. (الثرية للآجري ج: 5 ص: 70، تفسير كبير ج: 21 ص: 87، سورة كهف آيت: أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ

وَالرَّقِيمِ، تفسير السراج المنير ج: 2 ص: 288، تفسير نيسابوري ج: 5 ص: 167، غرائب القرآن ج: 4 ص: 416، سيرت حلبية ج: 3 ص: 393)

- 2: امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی (م 902ھ) فرماتے ہیں:
و نحن نؤمن ونصدق بأنه صلى الله عليه وسلم حي يرزق في قبره... والاجماع على هذا. (القول البدیع ص: 172)
 - 3: محمد بن علان الصدیق الشافعی (م 1057ھ) فرماتے ہیں:
والاجماع على انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره على الدوام. (دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ج: 7 ص: 195-196)
 - 4: شیخ داؤد سلیمان البغدادی (م 1299ھ) فرماتے ہیں:
وروی البیهقی وغيره بأسانید صحيحة عند صلى الله عليه وسلم انه قال الانبياء احياء في قبورهم يصلون وورد ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء وقد اطبق العلماء على ذلك. (المنہ الوهیب فی رد الوهابیہ ص: 6)
 - 5: شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی (م 1052ھ) فرماتے ہیں:
باید حیات انبیاء متفق علیہ است هیچ کس رادروئے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی. (اشعة المعات ج: 1 ص: 574)
 - 9: قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (م 1322ھ) فرماتے ہیں:
انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص: 173)
 - 10: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) فرماتے ہیں:
بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص: 321 و فی نسخہ ص: 225)
 - 11: مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م 1394ھ) فرماتے ہیں:
تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
(سیرت المصطفیٰ ج: 3 ص: 249)
 - 12: مولانا خیر محمد جالندھری فرماتے ہیں:
عالم برزخ میں جملہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقیہ دنیویہ بحمد ہم العسری کا مسئلہ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ مسئلہ ہے۔
(القول النقی فی حیات النبی ص: 30)
 - 13: مفکر اسلام مفتی محمود (م 1400ھ) فرماتے ہیں:
یہ امر بھی علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم اور مجمع علیہ ہے کہ بحالت موجود یعنی عالم برزخ میں آپ جسمانی حیات سے زندہ ہیں۔ (تقریظ علی رسالہ القول النقی فی حیات النبی ص: 32)
- فائدہ:** اگر کسی عقیدہ یا مسئلہ پر اجماع ہو جائے تو اجماع کا درجہ سند سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے یعنی اس مسئلہ کی احادیث پر سندی بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔
- ♣ قال الامام ابن عبد البر المالکی (م 846ھ):
وقد روی عن جابر بن عبد الله بإسناد لا يصح أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "الدينار أربعة وعشرون قيراطاً" وهذا الحديث وإن لم يصح إسناده ففي قول جماعة العلماء به وإجماع الناس على معناه ما يغني عن الإسناد فيه.
(التبہید لابن عبد البر ج: 20 ص: 145)
- ♣ سلطان المحدثین ملا علی القاری (م 1014ھ) فرماتے ہیں:
وقد قال عطاء الإجماع أقوى من الإسناد. (المرقاۃ شرح المشکاۃ للملا علی القاری ج: 1 ص: 117)

❖ غیر مقلدین کے پیشوا علامہ محمد بن علی شوکانی (م 1250ھ) لکھتے ہیں:

وقد اتفق أهل الحديث على ضعف هذه الزيادة لكنه قد وقع الإجماع على مضمونها.

(الدراری المضیة شرح الدرر البہیة للشوکانی: ج 1 ص 19)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

وفي إسناد إبراهيم بن محمد شيخ الشافعي وهو ضعيف وقد وقع الإجماع على ما أفادته الأحاديث

(الدراری المضیة شرح الدرر البہیة للشوکانی: ج 1 ص 19)

فائدة في أهمية الإجماع:

❖ علامہ ابن تیمیہ (م 728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعُوا عَلَى تَحْرِيمِ هَذِهِ الْحِيلِ وَإِبْطَالِهَا، وَإِجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ اتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَوْ كَذُ الْحُجَجِ وَهِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا، وَلَيْسَ هَذَا مَوْضِعَ تَقْرِيرٍ ذَلِكَ، فَإِنَّ هَذَا الْأَصْلَ مُقَرَّرٌ فِي مَوْضِعِهِ، وَلَيْسَ فِيهِ بَيِّنُ الْفُقَهَاءِ بَلْ وَلَا بَيِّنُ سَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ خِلَافُ.

(الفتاوى الكبرى لابن تیمیہ: ج 6 ص 162)

❖ امام محمد بن محمد الغزالی (م 505ھ) فرماتے ہیں:

يجب على المجتهد في كل مسألة أن يرد نظره إلى النفي الأصلي قبل ورود الشرع ثم يبحث عن الأدلة السبعية المغيرة فينظر أول شيء في الإجماع فإن وجد في المسألة إجماعاً ترك النظر في الكتاب والسنة فإنها يقبلان النسخ والإجماع لا يقبله فالإجماع على خلاف ما في الكتاب والسنة دليل قاطع على النسخ إذا لا تجتمع الأمة على الخطأ. (المستصفى للغزالي ج 1 ص 374)

❖ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (م 604ھ) فرماتے ہیں:

احتج نفاة القياس بهذه الآية فقالوا: المكلف إذا نزلت به واقعة فإن كان عالماً بحكمها لم يجوز له القياس، وإن لم يكن عالماً بحكمها وجب عليه سؤال من كان عالماً بها لظاهر هذه الآية، ولو كان القياس حجة لها وجب عليه سؤال العالم لأجل أنه يمكنه استنباط ذلك الحكم بواسطة القياس، فثبت أن تجويز العمل بالقياس يوجب ترك العمل بظاهر هذه الآية فوجب أن لا يجوز. والله أعلم.

وجوابه: أنه ثبت جواز العمل بالقياس بإجماع الصحابة، والإجماع أقوى من هذا الدليل. (تفسير كبير للرازي: ج 20 ص 37)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مذاہب اربعہ

ائمہ احناف:

علامہ بدر الدین العینی (م 855ھ)

فإنهم لا يموتون في قبورهم بل هم أحياء... ومذهب أهل السنة والجماعة أن في القبر حياة وموتاً فلا بد من ذوق

الموتتين لكل أحد غير الأنبياء. (عمدة القاري ج: 11 ص: 403 كتاب فضائل الصحابة)

ملا علی قاری (م 1014ھ)

أن الأنبياء أحياء في قبورهم فيمكن لهم سماع صلاة من صلى عليهم. (مرقات ج 5 ص 32)

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی (م 1069ھ)

وَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَى يَرْزُقَ مُمْتَعًا بِجَمِيعِ الْأَعْمَالِ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حُجِبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِينَ عَنْ شَرِيفِ الْمَقَامَاتِ... يَنْبَغِي لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْثُرَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهَا أَوْ تَبْلُغُ إِلَيْهِ.

(مراقی الفلاح ص 430 فصل: فی زیارتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل الاختصار تعالما قال فی الاختیار)

علامہ محمد امین ابن عابدین الثامی (م 1252ھ)

ولا يخفى ما في كلامه من إيهام انقطاع حقيقتها بعده فقد أفاد في الدر المننقى أنه خلاف الإجماع قلت وأما ما نسب إلى الإمام الأشعري إمام أهل السنة والجماعة من إنكار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء وبهتان والمصرح به في كتبه وكتب أصحابه خلاف ما نسب إليه بعض أعدائه لأن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أحياء في قبورهم وقد أقام النكير على افتراء ذلك الإمام العارف أبو القاسم القشيري في كتابه شكاية السنة وكذا غيره كما بسط ذلك الإمام ابن السبكي في طبقاته الكبرى في ترجمة الإمام الأشعري. (حاشية ابن عابدین ج 4 ص 151)

ائمہ مالکیہ:

امام علی بن احمد السہودی (م 911ھ):

ولا شك في حياته صلى الله عليه وسلم بعد الموت وكذا سائر الأنبياء عليهم السلام حياة أكمل من حياة الشهداء التي أخبر الله بها في كتابه العزيز وهو صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأعمال الشهداء في ميزانه.

(خلاصة الوفاء: ج 1 ص 43)

ائمہ شوافع:

امام تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب بن علی سبکی (م 771ھ):

ومن عقائدنا أن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم فأين الموت... وصنف البيهقي رحمه الله جزءا سمعناه في حياة الأنبياء عليهم السلام في قبورهم واشتد نكير الأشاعرة على من نسب هذا القول إلى الشيخ.

(طبقات الشافعية الكبرى: ج 385-384)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م 852ھ):

واحسن من هذا الجواب ان يقال ان حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم ولعل هذا هو الحكمة في تعريف الموتتين حيث قال لا يذيقك الله الموتتين المعروفتين المشهورتين الواقعتين لكل أحد غير الأنبياء. (فتح الباری ج 7 ص 29)

وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يقويه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء أفضل

من الشهداء. (فتح الباری ج 6 ص 595)

فائدہ:

ائمہ شوافع میں سے امام جلال الدین سیوطی اور امام ابو بکر البیہقی نے اس موضوع پر مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے۔

ائمہ حنابلہ:

امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (م 620ھ)

ویستحب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما روی الدارقطنی بإسنادہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج فزار قبری بعد وفاتی فکلما زارنی فی حیاتی... عن أبي هريرة أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من أحد یسلم علی عند قبری إلا رد اللہ علی روحی حتی أردد علیہ السلام... ویروی عن العتبی قال: كنت جالساً عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء إعرابی فقال: السلام عليك یا رسول اللہ سمعت اللہ یقول: (ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ تواباً رحيماً وقد جئتک مستغفراً الذنبی مستشفعاً بک إلى ربی ثم أنشأ یقول:

(یاخیر من دفنت بالقاع أعظمه... فطاب من طیبهن القاع والأکم)

(نفسی الفداء لقبر أنت ساکنه... فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم)

ثم انصرف الإعرابی فحملتني عین فنبئت فرأيت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال: عتبی الحق الإعرابی فبشرة أن اللہ قد غفر له... ثم تأتی القبر فتولی ظهره القبلة وتستقبل وتقول: السلام عليك أيها النبی صلی ورحمة اللہ وبرکاته... اللهم إنک قلت وقولک الحق: (ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ تواباً رحيماً) وقد أتيتک مستغفراً من ذنوبی مستشفعاً بک إلى ربی فأسألك یارب أن توجب لی المغفرة کما أوجبتها لمن أتاه فی حیاته.

(المغنی لابن قدامہ ج 3 ص 599، 600)

حافظ ابن تیمیہ الحنبلی (م 728ھ)

وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ السَّلَامَ مِنَ الْقَرِيبِ وَتُبَلِّغُهُ الْمَلَائِكَةُ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَعِيدِ.

(مجموع الفتاوى ج 27 ص 384)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اکابرین دیوبند

قام العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم ناتوتوی:

✽ رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں آپ اب تک بقید حیات ہیں پر شیعہ نہ سمجھیں تو کیا کیجیے؟

(ہدیۃ الشیعہ ص 359)

✽ انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔ (لطائف قاسمیہ ص 3)

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی:

آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں ونبی اللہ حی یرزق، اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسالہ آب حیات میں بمالامزید علیہ ثابت کیا ہے۔ (ہدیۃ الشیعہ ص 49)

حضرت مولانا احمد علی السہارنپوری:

والاحسن ان یقال ان حیاته صلی اللہ علیہ وسلم لا یتعقبها موت بل یتستمر حیاً والانبیاء احياء فی قبورهم.

(بخاری شریف ج 1 ص 517 حاشیہ)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی:

♣ ”المہند علی المفند“ پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وہو معتقدناو معتقد مشائخنا جمیعاً لا ریب فیہ۔ (المہند علی المفند ص 74)

♣ تقدیر الکلام مآمن احدی سلم علی الاراد علیہ السلام لانی حی اقدر علی رد السلام۔ (حاشیہ سنن ابی داؤد: ج 1 ص 286)

♣ قوله ان الله حرم علی الارض ای منعها وفيه مبالغة لطيفة اجساد الانبياء ای من ان تأكلها فالانبياء فی قبورهم احياء۔

(حاشیہ سنن ابی داؤد: ج 1 ص 157)

فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری:

♣ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کما ان الانبياء علیہم السلام احياء فی قبورهم۔

(بذل الجہود شرح ابی داؤد: ج 2 ص 117 باب ما یقول فی التشہد)

♣ زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلاۃ سلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں

اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذا کا سبب ہے لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی

حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ (تذکرہ الخلیل ص: 370)

رئیس المفسرین مولانا حسین علی الوانی وال بھجروی:

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر الصلوة علی یوم الجمعة فانه مشہود تشہده

الملائكة ان واحد الن یصلی علی الاعرضت علی صلاتہ حین یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال: وبعد الموت: ان اللہ حرم

علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی اللہ حی یرزق وقد صنف السیوطی رسالة انباء الاذکیاء فی حیات الانبياء۔

(تحریرات حدیث علی اصول التحقیق ص 331 رسالہ درود شریف، حدیث نمبر 8 ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی:

♣ حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھاسکے پس

خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔

فائدہ: پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا۔ (نشر الطیب ص 199)

♣ بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص 321)

♣ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اسکے اندر موجود ہے۔ بلکہ خود حضور ﷺ یعنی جسد مع تبس

الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہؓ کا بھی یہی

اعتقاد ہے۔ حدیث بھی نص ہے کہ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق۔ (اشرف الجواب ص 319، 318)

♣ حضور ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ (اشرف الجواب ص 222)

♣ آپ ﷺ نص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔ (التکشف ص 675)

خاتم المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری:

وفی البیہقی عن انس رضی اللہ عنہ وصحہ ووافقه الحافظ (ابن حجر رحمہ اللہ) فی المجلد السادس ان الانبياء احياء فی قبورهم یصلون۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری ج 2 کتاب الصلوة باب رفع الصوت ص 64)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی:

یہ اکابر علماء دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور و شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہیں۔ متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما چکے ہیں۔ رسالہ آب حیات نہایت ہی مسبوط رسالہ خاص اس مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے (معلوم ہوا کہ آب حیات لکھنے کی غرض صرف رد و انقضائے ہی نہیں بلکہ اثبات عقیدہ حیات النبیؐ بھی تھا) نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین حصہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مضافہ حضرت نانوتوی قدس سرہ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔

(نقش حیات ص 160)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی:

اس خیال اور اعتقاد سے نہ کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے اسکا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنابدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے؟ یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ (کفایت المفتی ج 1 ص 169، 177 ط: دارالاشاعت کراچی)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی:

❖ قرآن کریم کی آیت ”وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا آيَاتِهِ مِنْ بَعْدِ أَبَدًا“ (سورۃ احزاب 53) کے تحت لکھتے ہیں:

”اس مسئلہ کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی آب حیات میں ہے۔“ (تفسیر عثمانی ص 567)

❖ آیت ”وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ“ (سورۃ نحل آیت 89) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے

ہیں اور بد اعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔“ (تفسیر عثمانی ص 366)

❖ ودلت النصوص الصحيحة على حياة الانبياء عليهم الصلوة والسلام.

(فتح الملکم شرح صحیح مسلم ج 1 ص 325 کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوات)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی:

سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شریعہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کو اپنی قبور میں زندگی حاصل

ہے۔ (معارف الحدیث ج 5 ص 280)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی:

❖ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (خصائل نبوی ﷺ شرح شمائل ترمذی ص 252 باب ماجاء فی میراث رسول اللہ)

❖ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں علامہ سخاوی نے قول بدیع میں لکھا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں

کہ حضور ﷺ اقدس زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں۔ اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھاسکتی اور اس پر (امت مسلمہ کا) اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ

نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انسؓ کی حدیث ہے الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں

زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے۔ (فضائل درود شریف ص 25)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن:

انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حبي يرزق الحديث۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل ج 5 ص 319)

فخر الاسلام حضرت مولانا فخر الدین احمد:

باب رفع الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ الْمَدِينِيُّ قَالَ نَاجِيحُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْقَطَانِ قَالَ نَاجِيحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خَصِيفَةَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَخَصْبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَذْهَبُ فَأَتُنِي بِهِذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مَنْ أَنْتَ أَوْ مَنْ أَيْنَ أَنْتَ قَالَ مَنْ أَهْلُ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُ مِمَّنْ أَهْلُ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكَمَا تَرَفَعَانِ أَصَوَاتَكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مزار اقدس کے احترام میں صحابہ کا عمل:-

حضرت عمرؓ کا ارشاد ترفعان اصواتکم الخ احترام مسجد کے ساتھ قرآن کریم کی آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض (الحجرات 2) سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے سامنے اس طرح زور سے بولو جیسے آپس میں بولتے ہو، پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے کیونکہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمرؓ کی رائے تو روایات باب سے معلوم ہو گئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرما رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز سے بولنے پر نکیر فرماتے اور کہتے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو قبر شریف میں اذیت پہنچائی، حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ اپنے دروازے کے لئے کواڑ بنوائے تو حکم دیا کہ انہیں اتنی دور بیٹھ کر بنایا جائے کہ انکی آواز مسجد نبوی میں نہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں تکلیف نہ ہو، حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ اگر حجرہ اطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھونکنے کی آواز آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کر دیتی تھیں لا توذوار رسول اللہ (ﷺ) کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال و افعال تقی الدین سبکی کی شفاء السقام میں موجود ہیں۔ حیات انبیاء کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ انشاء اللہ

(ایضاح البخاری، شرح بخاری شریف، جلد 3، ص 269)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی:

برزخ میں انبیاء کی حیات کا مسئلہ معروف و مشہور اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ انکی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دینی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوة و سلام سنتے ہیں۔ علماء دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن و سنت سے پایا ہے۔ اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متواتر رہا ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج 7 ص 181)

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلوة و سلام سنتے ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج 7 ص 187، ماہنامہ تعلیم القرآن اگست 1962 ص 27-28)

احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو الہند میں بالتفصیل مرقوم ہے۔ یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء مجسد غرضی زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (رحمت کائنات ص 32)

تسکین الصدور پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”رسالہ نافعہ تسکین الصدور سے استفادہ نصیب ہوا۔ اس کی وقعت و عظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خان صاحب کی تالیف ہے جو اپنی محققانہ و معتدلانہ طرز تالیف میں معروف ہیں۔ تسکین الصدور، حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع کے مسائل میں تسکین الصدور ہی ہے جس سے روحی اور قلبی تسکین ہو جاتی ہے۔ جس جس مسائل پر کلام کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف یہ کہ اہل السنۃ والجماعت کے مسلک اور مذہب منصور کے مطابق ہی نہیں بلکہ فی نفسہ اپنے تحقیقی رنگ کی وجہ سے پوری جامعیت کے ساتھ منضبط ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ مؤلف مدوح کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان کے علم و عرفان اور عمل و ایمان میں روز افزوں ترقیات عطاء فرمائے آمین۔“ (تسکین الصدور ص 20)

فخر المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی:

لا شک فی حیوۃ بعد وفاتہ و کذا سائر الانبیاء علیہ السلام احياء فی قبورہم حیاتہم اکمل من حیۃ الشہداء.

(اعلاء السنن ج 10 ص 505)

رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی:

تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(سیرت المصطفیٰ ج 3 ص 162)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ ج 3 ص 168)

احادیث متواترہ سے انبیاء کرام کی جو حیات ثابت ہے وہ حیات فی القبور ہے نہ کہ حیات فی السموات۔ (سیرت المصطفیٰ ج 3 ص 169)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری:

آپ ﷺ اپنے اپنی قبر مبارک میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا خصوصی تعلق بجسدہ و روحہ ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے بدعتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جنکا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے جو انکار کرتا ہے وہ خارج از اہلسنت والجماعت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج 1 ص 124، تسکین الصدور ص 50/49)

فقہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی:

(رسول اللہ ﷺ کی) قبر اطہر میں زندہ ہونے کی بحث مستقل ہے۔ علماء حق کی تحقیق یہ ہے کہ زندہ تشریف فرما ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ باب ما تعلق بحیات الانبیاء ج 1 ص 532-533)

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری:

کئی برس ہوئے حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب سے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے ہاں تقریر کی غرض سے تاریخ لی۔ جب تاریخ نزدیک آگئی تو حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے ان کو فرمایا۔ کہ تم مسئلہ حیات میں اکابر دیوبند اور سلف کا مسلک کا ترک کر چکے ہو۔ اسی لئے اگر میں آؤنگا تو مسئلہ حیات بیان کرونگا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ وہ سمجھ سکتا ہے جس کو عقیدت ہو یا بصیرت حاصل ہو، بصیرت تم کو حاصل نہیں اور عقیدت تم کو رہی نہیں۔ چنانچہ حضرت لاہوری پھر راولپنڈی تشریف لے گئے۔

(حیات انبیاء کرام از مولانا مفتی عبدالغفور ترمذی ص 20 ط: المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی:

آیت مبارکہ ”وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُدْوَ أَرْسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكَحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِ آبَا“ (سورۃ احزاب 53) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اس بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ج 7 ص 203)

آیت مبارکہ ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا“ (سورۃ احزاب 45) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام خصوصاً رسول کریم ﷺ اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہے۔ (معارف القرآن ج 7 ص 177)

مرشد العلماء والصلحاء مولانا عبد اللہ بہلوی:

ہمارے اکابر و اسلاف دیوبندر رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم ہمارے مرشدین نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ دنیاوی وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی روحانی حیات سے زندہ ہیں۔ (القول النقی ص 29)

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود:

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات ہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج 1 ص 350)

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی:

انبیاء کرام کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، قریب سے درود و سلام سنتے اور اس کا جواب بھی دیا کرتے ہیں اس کتاب میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی جا رہی ہے۔ یہاں سے ان حضرات کی کم علمی واضح ہو جاتی ہے۔ جو مسک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک قرار دیتے ہیں شرک تو تب ہوتا کہ کسی کو ایسا زندہ مان لیا جاتا جس کی حیات خدا تعالیٰ کی عطا نہ ہو اسکے گھر کی ہو پھر اس پر کبھی موت طاری نہ ہو مگر یہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے کیا جو پیغمبر دنیا میں زندہ تھے وہ شرک تھا؟ کیا قیامت میں ہم سب زندہ ہوں گے اور زندہ بھی ایسے کہ پھر کبھی نہ مریں گے کیا وہ شرک ہو جائے گا؟ پھر اگر اللہ تعالیٰ کسی کو درمیان میں، قبر میں بھی پوری یا ادھوری زندگی عطا فرما دیں وہ کیسے شرک ہو گیا؟ جبکہ علماء دیوبند نہ تو آنحضرت ﷺ کی وفات ہو جانے کا انکار کرتے ہیں نہ پیغمبروں کی حیات کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ صرف آپ کے ارشاد کے مطابق قبروں میں انبیاء کرام کی حیات اور نماز پڑھنے اور سلام و درود سننے کا اقرار کرتے ہیں تو کیا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو ماننا شرک ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت اور ضد سے بچائے (آمین)

(تسکین الصدور ص 207، 206)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری:

حضرات انبیاء کرام کی حیات بعد المات کا مسئلہ صاف و متفقہ مسئلہ تھا۔ شہداء کی حیات بنص قرآن ثابت تھی۔ اور دلالت النص سے انبیاء کرام کی حیات قرآن سے ثابت تھی اور احادیث نبویہ سے عبارت النص کے ذریعہ ثابت تھی۔ لیکن براہو اختلافات اور فتنوں کا کہ ایک مسلمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہو گئی کتنے تاریخی بدیہات کو کج بحثیوں نے نظری بنادیا اور کتنے حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رواور کج بحث موجود ہوتے ہیں زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ ملاحظہ و زنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی۔ (تسکین الصدور ص 22-23)

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی:

آٹھ دس سال سے حضرات انبیاء کرام کی حیات کا انکار بعض ایسے عالموں کی طرف سے شائع ہونے لگا جو کہ ہمارے اپنے شمار ہوتے تھے۔ بہت ہی جی چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق لکھ دے..... خود تو کم صحت کم فرصت کم استعداد اس سے قاصر تھا۔ بس دل میں یہ تمنا موجزن تھی حضرت مولانا سرفراز خان صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تحقیق مکمل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے میری وہ دلی تمنا مولانا کے ہاتھوں پوری فرمادی اس لئے حرف حرف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا ہر بحث پر دل باغ باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا.... الحمد للہ جیسا دل چاہتا تھا یہ کام انجام پا گیا۔ احادیث کے اسناد کی صحت اور مفہومات کی تحقیقات، شبہات کے جوابات ماشاء اللہ نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو بہترین جزاؤں سے دونوں جہانوں میں سرفراز فرمائیں اور مشتبہ آنکھوں کے لئے کتاب کو سرمہ بصیرت بنائیں۔ (تسکین الصدور ص 26-27)

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ در خواستی:

هو حی فی قبرہ کحیاة الانبیاء۔۔ وحرمة علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء

حیاتہم اعلیٰ واکمل من الشهداء۔۔ وشاءہم ارفع فی الارض والسماء

(انوار القرآن حافظ الحدیث نمبر اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۲ ص ۱۲۲)

تسکین الصدور کی تقریظ میں لکھتے ہیں: اپنے موضوع میں مسلک اہل السنۃ والجماعت کے بیان میں کافی وشافی ہے۔ (تسکین الصدور ص 27)

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد:

حضرت خواجہ صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

قرون اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک جمع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد غضری کیساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اسکا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔ (مجلہ ”صفدر“ گجرات شیخ المشائخ نمبر ص 686-687)

حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب:

(مفتی جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا)

”مسئلہ حیات انبیاء بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس مسئلہ پر تمام علماء محدثین و فقہاء و مفسرین اور چاروں اماموں کے مقلدین بلکہ اہل ظواہر غیر مقلدین بھی متفق ہوں تو اس مسئلہ میں ایک جدید طریق اختیار کرنا تحقیق نہیں بلکہ علماء امت کی تضحیک ہے۔ خدمت اسلام نہیں تذلیل اہل ایمان ہے۔ اگر جمہور سلف صالحین پر اعتماد نہیں تو دین تمہارا خانہ زاد نہیں۔“ (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب اربعہ ص 4)

استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری:

عالم برزخ میں جملہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقیہ دنیویہ بجمہم العضری کا مسئلہ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ مسئلہ ہے۔

(التقریظ علی رسالۃ القول النقی فی حیات النبی ص 30)

وکیل اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین:

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مبارک کو حیات عطا کرتے ہیں

اسی جسم میں حیات ہوتی ہے جو جسم اس دنیا میں تھا۔ (یادگار خطبات ص 101)

پاسبان مسلک دیوبند حضرت مولانا محمد علی جالندھری:

آنحضرت ﷺ کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو روضہ انور میں محفوظ و موجود ہیں۔ اسی تعلق کی وجہ سے روضہ انور پر پڑھے گئے درود و سلام کو بغیر کسی واسطے کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات دنیویہ برزخیہ سے تعبیر کیا ہے۔

(سوانح و افکار مولانا محمد علی جالندھری ص 324)

فقہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی:

احتج القائلون بانہا مندوبۃ بقولہ تعالیٰ ولوانہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول الایۃ وجہ الاستدلال بہا انہ حی ﷺ فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث الانبیاء احياء فی قبورہم۔

(احسن الفتاویٰ ج 4 ص 561 ط: مکتبۃ الرشید کراچی)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید:

♣ میر اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت ﷺ درود و سلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور وہ تمام امور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو حیات برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے اور اس حیات کا تعلق روح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 1 ص 299)

♣ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر شریفہ میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 1 ص 261، جدید تخریج شدہ ایڈیشن)

استاد الحدیث حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی:

غرض آپ ﷺ کی اور جملہ انبیاء علیہم السلام کی قبر میں حیات کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تو اتر کے درجے کو حدیثیں پہنچ چکی ہیں۔ (ترجمان السنۃ ج 3 ص 302 حدیث نمبر 1073 ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاچپوری:

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور انکو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب العقائد ج 8 ص 32 ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیری:

”اگر روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں، بلکہ جمیع اہل السنۃ والجماعۃ اس کے قائل ہیں اور سب اکابر دیوبند کا یہی عقیدہ ہے جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ یا بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل اور پرلے درجے کا احمق اور ملحد ہے۔ وہ حقیقت شرک سے قطعاً آشنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہیے۔“ (خیر الفتاویٰ ج نمبر 1 باب ملہ تعلق بالایمان والعقائد ص 128-129)

فقہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی:

حضرات انبیاء کرام کی قبروں میں زندگی متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ اکابر اہلسنت میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ملتا جسے انبیاء کرام خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی حیات فی القبر کا انکار کیا ہو۔ اور قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روح مبارک کے

جسد اطہر سے اتصال و تعلق کی نفی کی ہو۔ بلکہ اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ قبر میں روح مبارک کا جسد اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ثابت ہے جس سے جسم مبارک میں حیات اور سماع کی قوت حاصل ہے۔ اور قبر مبارک کے قریب سے سلام کہنے والوں کا سلام آپ ﷺ بنفس بنفیس خود سماعت فرما لیتے ہیں۔ (حیات انبیاء کرام ﷺ ص 113 ط: مکتبہ اشرفیہ لاہور)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سوانح:

ان النبی حی فی قبرہ کہ اللہ کا نبی ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی محض روحانی زندگی نہیں کیونکہ روح تو ابو جہل کی بھی زندہ ہے بلکہ نبی کی زندگی کمال درجے کی زندگی ہے اس برزخی زندگی کے متعلق سلف کے دو مسلک ہیں۔

اگر آپ ﷺ کی روح مبارک علین میں ہے تو اس کا تعلق قبر کے ساتھ بھی ہے اسی لئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته یعنی جو شخص میری قبر پر آکر درود پڑھے گا تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا معراج کے واقعہ والی روایت بھی حیات النبی ﷺ کی تصدیق کرتی ہے۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن ج 15 ص 341-342 ط: مکتبہ دروس القرآن گوجرانوالہ)

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد غضری کے ساتھ زندہ ہیں۔ یہ عقیدہ نہ صرف علماء دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔ (کشف الباری شرح صحیح بخاری کتاب المغازی ص 125 ط: مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تعلق جسم اطہر کے ساتھ شہید سے بھی زیادہ ہے، اتنا زیادہ ہے کہ کسی اور کی روح کو اپنے جسم سے اتنا تعلق نہیں ہوتا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر جو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے آپ اسے خود سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم کراچی ج 1 ص 100)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

ان الاصل فی هذه المسئلة قول الله تبارك وتعالى: ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ولما ثبت الحیاة للشهداء ثبت للانبیاء ﷺ بدلالة النص لان مرتبة الانبیاء اعلیٰ من مرتبة الشهداء بلاریب... وقد ورد فی هذا الباب حدیث صریح... عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون... وبالجملۃ فان هذه الاحادیث مع حدیث الباب (مررت علی موسى ﷺ الخ...) تدل علی كون الانبیاء احياء بعد وفاتهم وهو من عقائد جمهور اهل السنة والجماعة... وانما المقصود حیاتهم بمعنی ان لارواحهم تعلقاً قویاً بأجسادهم الشریفة المدفونة فی القبور ولهذا التعلق القوی حدثت لأجسادهم خصائص كثيرة من خصائص الاجساد مثل سماع السلام وردة...

(تکملہ فتح الملحوم ج 5 ص 30-28 ط: دارالعلوم کراچی)

منکرین حیات کا حکم

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الغرض میر اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں یہ حیات برزخی ہے مگر حیاۃ دنیاوی سے قوی تر ہے جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں ان کا اکابر علماء دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق

علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے اور میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل تخریج شدہ ج: 1 ص: 295)

♣ ہمارے نزدیک اہل السنۃ والجماعت کے اس عقیدہ حیات کا منکر کافر نہیں گمراہ ہے۔ (سوانح وافکار حضرت جالندھری ص: 326)

♣ مفکر اسلام مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ عقیدہ کہ آپ کا جسد اطہر ساکن وصامت قبر مبارک میں صحیح وسلامت موجود ہے اور اس سے افعال و حرکات کا صدور نہیں ہوتا عقیدہ فاسدہ ہے اور تمام علماء اہل السنۃ والجماعت کے عقیدہ اور علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے۔ (القول النقی ص 32)

ایک شخص نے مفتی محمود رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ، جو آدمی قبر میں حضور کی حیات کا منکر ہو، روضہ اقدس پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے کا قائل نہ ہو اور حضور کی ذات کو نور کہتا ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے [منہوما]

حضرت مفتی صاحب تینوں مسائل میں مسلک اہل السنۃ والجماعت کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں: ”بلا تاویل اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔“ (فتاویٰ مفتی محمود ج 1 ص 354، 353)

♣ مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

پنج پیریاں قرآن کریم میں تحریف کرتے ہیں اور آیات واردہ فی حق المشرکین مومنوں پر صادق کرتے ہیں۔ ان سے قرآن کریم کا ترجمہ

نہ کرنا اور ان جیسے فاسد عقائد والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کسی دیندار متقی کے پیچھے پڑھو۔ (سوانح مولانا غور غشتوی ص 170)

♣ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

قرون اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی ﷺ کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کیساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضہ اقدس ﷺ پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔ (مجلہ ”صنفر“ گجرات شیخ المشائخ نمبر، ص 686-687)

♣ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرات صحابہ کرام سے لیکر آج تک تمام ہی علماء کا مسلک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا ہے، علماء دیوبند بھی اسی کے قائل ہیں، جو شخص حیات کی بجائے ممات کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔ (خوشبو والا عقیدہ حیات النبی ص 21)